فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۷۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا موزوں پر مسح کے احکام میں مردوں اور خواتین کے مابین فرق ہے؟

جواب: مردوں اور خواتین کے تمام احکام مساوی ہیں، الا کہ شریعت میں فرق پر کوئی دلیل وارد ہو جائے۔ مسح کے بارے میں مرد و عورت کے مابین فرق پر کوئی دلیل وارد نہیں، لہٰذا دونوں کے لیے مسح کے احکام ایک جیسے ہیں۔

سوال: کیا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے سے رزق میں کشادگی آتی ہے؟

جواب: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہیے، یہ کھانے کے آداب میں سے ہے۔ مگر یہ کہنا کہ اس سے زرق میں کشادگی ہوتی ہے، ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی کوئی روایت ثابت نہیں۔

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ .

''اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف ہیں۔''

(تخريج أحاديث الإحياء، ص 433)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُكْثِرَ اللّٰهُ خَيْرَ بَيْتِهِ، فَلْيَتَوَضَّأْ إِذَا حَضَرَ غَدَاؤُهُ، وَإِذَا رُفِعَ .

''جس کی چاہت ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر کی خیر و برکت میں اضافہ کر دے، تو وہ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ منہ دھو لیا کرے۔''

(سنن ابن ماجه :2361، أخلاق النّبي صلى اللّٰه عليه وسلم لأبي الشيخ : 686)

سند ضعیف ہے۔ کثیر بن سلیم ضبی ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهٗ، وَالْوُضُوءُ بَعْدَهٗ .

''میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کی برکت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ منہ دھو لیا جائے۔ میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی، تو فرمایا: کھانے کی برکت اس میں ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ منہ دھو لیا جائے۔''

(مسند الإمام أحمد : سنن أبي داوٗد :3761، سنن التّرمذي : 1952)

روایت ضعیف و منکر ہے، قیس بن ربیع جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(تخريج أحاديث الإحياء : 3709، محَجَّة القُرَب، ص 111)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ النَّاسُ .

''کئی محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزَّوائد : 159/2، 299/3، 116/5)

❁ علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ كَثِيرُونَ.

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(فيض القدير : 213/1)

❁ اس حدیث کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ مُنكَرٌ.

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(العِلَل المتناهية لابن الجوزي : 163/2، المُغني لابن قدامة : 91/11)

❁ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنكَرٌ.

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(عِلل الحديث : 1502)

❁ امام ابوداود رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(سنن أبي داوٗد، تحت الحديث : 3761)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''غیر ثابت'' قرار دیا ہے۔

(العِلل المتناهية : 163/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ مِمَّا يَنْفِي الْفَقْرَ، وَهُوَ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ.

''کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ منہ دھونا غریبی مٹانے کا باعث ہے، نیز یہ رسولوں کی سنت ہے۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 7166)

روایت باطل ہے۔

① نہشل بن سعید ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② ضحاک بن مزاحم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا۔

(اتّحاف المَهرة لابن حجَر : 248/7)

③ مروان بن طیب واسطی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ محمد بن عبدالرحیم دیباجی کی توثیق ثابت نہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَعَةٌ فِي الرِّزْقِ وَرَدْعُ سَيِّئَةِ الشَّيْطَانِ الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ.

''کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ منہ دھونا رزق میں کشادگی اور شیطان کی برائی سے بچنے کا باعث ہے۔''

(الغرائب المُلتقطة لابن حَجَر : 99/5)

روایت من گھڑت ہے۔

① عبدالوہاب بن ضحاک سلمی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② سعید بن عمارہ کلاعی ''مجہول'' ہے۔

③ حارث بن نعمان لیثی ''ضعیف ومنکر الحدیث'' ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ حَسَنَةٌ، وَبَعْدَ الطَّعَامِ حَسَنَتَانِ .

''کھانے سے پہلے ہاتھ منہ دھونے سے ایک نیکی ملتی ہے اور کھانے کے بعد دھونے سے دو نیکیاں ملتی ہیں۔''

(الغرائب المُلتقطة لابن حجر : 126/7)

روایت باطل ہے۔

① عیسیٰ بن ابراہیم بن طہمان ہاشمی ''متروک ومنکر الحدیث'' ہے۔

② حکم بن عبداللہ بن سعد ایلی ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

③ احمد بن سنان قشیری کی توثیق معلوم نہیں ہو سکی

④ زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

(سوال): کیا بیوی کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(جواب): بیوی کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ شہوت کی وجہ سے شرمگاہ سے کوئی چیز نکل آئے، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوا عَلٰى مَنْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَصَلُّوا وَرَاءَ مَنْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''ہر لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے کی نماز جنازہ پڑھیں اور ہر لا الٰہ الا اللہ پڑھنے

والے کی اقتدا میں نماز پڑھیں۔''

(سنن الدّارقطني :1761)

(جواب): روایت باطل اور موضوع ہے۔

① عثمان بن عبدالرحمٰن وقاصی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② حجاج بن نصیر ''ضعیف'' ہے۔

③ عطاء بن ابی رباح کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

اس روایت کی دیگر سندیں بھی باطل اور موضوع ہیں۔

❁ سنن دارقطنی (۱۷۶۲) والی سند بھی جھوٹی ہے۔ ابوالولید خالد بن اسماعیل مخزومی ''متروک ووضاع'' ہے۔

ابوالولید کی متابعت ابوالبختری وہب بن وہب نے کی ہے۔ (العلل لابن الجوزی: ۷۱۴) ابوالبختری ''وضاع'' ہے۔

❁ سنن دارقطنی (۱۷۶۳) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① محمد بن فضل بن عطیہ ''متروک وکذاب'' ہے۔

② محمد بن عیسیٰ بن حیان ''ضعیف'' ہے۔

❁ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۳۲۰/۱۰) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① نصر بن حریش صامت ''ضعیف'' ہے۔

② اسحاق بن ابراہیم ابن سنین ختلی ''ضعیف'' ہے، اس نے ''موضوع'' روایت بیان کر رکھی ہے۔

❁ فوائد تمام (۴۰۱) والی سند باطل ہے۔ عثمان بن خالد بن عمر بن عبداللہ

عثمانی ''متروک الحدیث'' ہے۔

سوال: کیا ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اس معنی میں مروی تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا .

''اس بارے میں ہم نے کوئی ثابت روایت نہیں سنی۔''

(العِلل المتناهية لابن الجوزي :425/1)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ فِي الصَّلَاةِ عَلٰى كُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ وَالصَّلَاةِ عَلٰى مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَحَادِيثُ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ غَايَةَ الضَّعْفِ .

''ہر نیک و بد کی اقتدا میں نماز پڑھنے اور ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق کئی احادیث مروی ہیں، سب کی سب سخت ضعیف ہیں۔''

(السّنن الكبرىٰ : 19/4)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا لَا تَصِحُّ .

''اس بارے میں مروی تمام احادیث غیر ثابت ہیں۔''

(العِلل المتناهية :426/1)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّهَا وَاهِيَةٌ .

''اس معنی کی تمام روایات ضعیف ہیں۔''

(المَقاصد الحَسنة : 635)

✿ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَهٗ طُرُقٌ ضَعِيفَةٌ .

''اس حدیث کی (تمام) سندیں ضعیف ہیں۔''

(البدر المُنير : 356/4)

✿ امام اللغہ، فیروزآبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ فِيهِ حَدِيثٌ .

''اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔''

(رِسالة في بيان ما لم يثبت فيه حديث من الأبواب، ص 23)

ثابت ہوا کہ ہر نیک و بد کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے متعلق جتنی روایات مروی ہیں، سب کی سندیں ضعیف ہیں، ان ضعیف سندوں جس سند میں سب سے کم ضعف ہے، وہ یہ ہے:

✿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ وَاجِبَةٌ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ .

''فرض نماز ہر مسلمان کی اقتدا میں پڑھنا واجب ہے، خواہ وہ نیک ہو یا بد، اگرچہ وہ کبائر کا مرتکب ہو۔''

(سنن أبي داود : 594، 2533)

سند ضعیف ہے۔ مکحول کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُكَفِّرُوا أَحَدًا مِنْ أَهْلِ قِبْلَتِي بِذَنْبٍ وَإِنْ عَمِلُوا الْكَبَائِرَ وَصَلُّوا خَلْفَ كُلِّ إِمَامٍ .

''کسی گناہ کی وجہ سے اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر مت کریں، اگر چہ وہ کبائر کا ارتکاب کریں اور ہر (نیک و بد) امام کی اقتدا میں نماز پڑھیں۔''

(سنن الدّارقطني : 1760 ، الضّعفاء الكبير للعقيلي : 90/3)

سند باطل ہے۔اس میں کئی مجہول اور ضعیف راوی ہیں۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُثْبَتُ إِسْنَادُهُ، مَنْ بَيْنَ عَبَّادٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ ضُعَفَاءُ .

''اس کی سند ثابت نہیں، عباد اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان سب راوی ضعیف ہیں۔''

(سنن الدّارقطني، تحت الحديث : 1760)

❀ حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي هٰذَيْنِ الْمَتْنَيْنِ إِسْنَادٌ يَثْبُتُ .

''ان دونوں متن میں کوئی سند ثابت نہیں۔''

الضّعفاء الكبير : 90/3)

(سوال): حدیث میں ہے کہ سورت کہف کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنے والا فتنہ دجال سے محفوظ رہتا ہے، ان آیات کا فتنہ دجال سے کیا تعلق ہے؟

(جواب): سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ قَالَ : مَنْ رَّآهُ

مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ .

''رسول اللہ ﷺ نے دجّال کا تذکرہ کیا،تو فرمایا: جب آپ اسے دیکھیں،تو سورت کہف کی ابتدائی آیات تلاوت کریں۔''(صحیح مسلم : 2937)

❁ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنَ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ .

''سورت کہف کی دس آیات تلاوت کرنے والا فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔''

(صحیح مسلم : 809)

❁ صحیح مسلم (۸۰۹) میں یہ الفاظ بھی ہیں:

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ .

''سورت کہف کی پہلی دس آیات پر محافظت کرنے والا فتنۂ دجّال سے محفوظ رہے گا۔''

❁ صحیح مسلم (۸۰۹) میں مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ کے الفاظ بھی ہیں۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ كَمَا أُنْزِلَتْ، كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مَقَامِهِ إِلٰى مَكَّةَ، وَمَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِهَا ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ .

''جس نے سورت کہف اسی طرح پڑھی، جیسے نازل ہوئی ہے،تو یہ روز قیامت اس کے لئے نور ہوگی، اس جگہ سے مکہ تک۔جس نے سورت کہف کی آخری دس آیات تلاوت کیں اوراسی اثنا دجّال کا خروج ہوگیا،تو وہ اس پر تسلط قائم

نہیں کر سکے گا۔''

(المُستدرك على الصّحيحين للحاكم : 564/1؛ المُعجم الأوسط للطّبراني : 1455؛ شُعب الإيمان للبيهقي : 2499؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

یہ روایت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی مروی ہے، یاد رہے موقوف روایت مرفوع کے لئے باعث تقویت ہوتی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ سورت کہف کی پہلی دس اور آخری دس آیات پڑھنے والا فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ الكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ .

''سورت کہف کی پہلی تین آیات پڑھنے والا فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔''

(سنن التّرمذي : 2886، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان احادیث کا فتنہ دجال سے تعلق سمجھ نہیں آتا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا ہوا ہی کافی ہے، اب ان کا تعلق سمجھ آئے یا نہ آئے، ہم اس کو تسلیم کریں گے، بعض علمانے ان کا فتنہ دجال سے تعلق واضح کیا ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) لکھتے ہیں:

اَلدَّجَّالُ : الْكَذَّابُ، وَقَدِ اشْتَهَرَ عِنْد الْإِطْلَاقِ بِالَّذِي يَخْرُجُ

فِي آخِرِ الزَّمَانِ، وَالْعِصْمَةُ : الْمَنْعُ، وَأَمَّا تَخْصِيْصُ ذٰلِكَ بِعَشَرِ آيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ فَالَّذِي يَظْهُرُ لَنَا فِيْهَا مِنَ الْحِكْمَةِ أَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى : ﴿لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَدُنْهُ﴾ (الْكَهْف : 2) يُهَوِّنُ بَأْسَ الدَّجَّالِ، وَقَولُهٗ : ﴿وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا، مَاكِثِيْنَ فِيْهِ أَبَدًا﴾(الْكَهْف : 2-3) يُهَوِّنُ الصَّبْرَ عَلٰى فِتَنِ الدَّجَّالِ بِمَا يُظْهِرُ مِنْ نَعِيْمِهٖ وَعَذَابِهٖ، وَقَولُهٗ : ﴿وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾(الْكَهْف : 4)، وَقَوْلُهٗ : ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ﴾ (الْكَهْف : 5) فَذَمَّ مَنْ يَدَّعِي لَهٗ وَلَدًا، وَلَا مِثْلَ لَهٗ، فَكَيْفَ يَدَّعِي الْإِلٰهِيَةَ مَنْ هُوَ مِثْلٌ لِّلْخَلْقِ، فَقَدْ تَضَمَّنَتِ الْآيَاتُ مَا يَصْرِفُ فِتْنَةَ الدَّجَّالِ، إِلٰى قَوْلِهٖ : ﴿إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا : رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّءْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا﴾ (الْكَهْف : 10) فَهٰؤُلَاءِ قَوْمٌ أُبْتُلُوْا فَصَبَرُوْا وَسَأَلُوْا صَلَاحَ أُمُورِهِمْ فَأَصْلَحَتْ، وَهٰذَا تَعْلِيْمٌ لِّكُلِّ مَدْعُوٍّ إِلَى الشِّرْكِ، وَمَنْ رَوٰى «مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ» فَإِنَّ فِي قَوْلِهٖ تَعَالَى : ﴿وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ﴾ (الْكَهْف : 100) مَا يُهَوِّنُ مَا يُظْهِرُهٗ مِنْ نَّارِهٖ، وَقَوْلِهٖ : ﴿الَّذِيْنَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي﴾(الْكَهْف : 101) يُنَبِّهُ عَلَى

التَّغْطِيَةِ عَلٰى قُلُوْبِ تَابِعِيِّ الدَّجَّالِ، فَإِنَّهٗ يَكْفِي فِي تَكْذِيْبِهٖ أَنَّهٗ جِسْمٌ مُؤَلَّفٌ يَّقْبَلُ التَّجَزِّئ، وَفِي الْآيَاتِ : ﴿أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (الْكَهْف : 110) وَالْمُؤَلِّفُ لِلْأَشْيَاءِ لَا يَكُوْنُ مُؤَلَّفًا، ثُمَّ هُوَ مَحْمُوْلُ عَلٰى حِمَارٍ، وَخَالِقُ الْأَشْيَاءِ يَكُوْنِ حَامِلًا لَّهَا لَا مَحْمُولًا، ثُمَّ هُوَ مُعِيْبٌ بِالْعَوَرِ، وَالصَّانِعُ لَا يَطْرُقُهٗ عَيْبٌ، إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا تَتَضَمَّنَهُ تِلْكَ الْآيَاتِ مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى كِذْبِ الدَّجَّالِ وَالْكَشْفِ عَنْ فِتْنَتِهٖ .

''دجال کا ذکر مطلق ہوتو مراد آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا دجال ہوتا ہے۔ عصمت سے مراد تحفظ ہے۔ باقی رہا سورت کہف کی پہلی دس آیات کی تخصیص کا معاملہ...تو ہمارے نزدیک اس میں حکمت یہ ہے: ﴿لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ﴾ (الْكَهْف : 2) ''اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے۔'' اس آیت میں دجّال کے حملوں سے محفوظ رہنے کی تسلی دینا مقصود ہے۔ ﴿وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا، مَاكِثِيْنَ فِيْهِ أَبَدًا﴾ (الْكَهْف : 2-3) ''نیک عمل کرنے والے اہل ایمان کوخوش خبری دیجئے کہ ان کے لئے پرکیف اجروثواب ہے، وہ ہمیشہ اس اجر کے حق دار رہیں گے۔'' اس آیت میں دجّال کے فتنوں سے صبر کی تلقین ہے، فتنوں سے مراد وہ سزائیں یا عطائیں ہیں، جو دجال انسانوں کے ساتھ روار کھے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾ (الْكَهْف : 4) ''جو کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنالیا انہیں بھی

ڈرائیں۔'' اور: ﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ﴾ (الْكَهْف : 5) ''بڑی بات ہے جو اُن کے منہ سے نکلتی ہے۔'' میں اس کی مذمت ہے، جو اللہ کے لئے اولاد کا عقیدہ رکھتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی نہیں، لہٰذا مخلوق کا ہم مثل الوہیت کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہے؟ یہ آیات فتنہ دجال سے محفوظ رہنے کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ ﴿إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّءْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا﴾ (الْكَهْف : 10) ''جب جوان غار میں جا رہے، تو کہنے لگے: اللہ! ہم پر رحمت نازل فرما اور ہمارے کام میں درستی (کے اسباب) مہیا کر۔'' اصحاب کہف نے دورآزمائش میں صبر کا مظاہرہ کیا اور معاملات کی درستی کا سوال کیا، ان کے معاملات سدھار دیئے گئے، جنہیں شرک کی طرف بلایا جائے گا، یہاں ان کے لئے تعلیم ہے کہ شرک سے بچ جایئے۔ بعض راویوں سے سورت کہف کی آخری دس آیات پڑھنا منقول ہے، ان کا تعلق دجال سے یوں ہے: ﴿وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ﴾ (الْكَهْف : 100) ''اس روز ہم جہنم (کافروں کے سامنے) لائیں گے۔' اس میں دجال کے پاس موجود آگ کی تحقیر ہے۔ ﴿الَّذِيْنَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي﴾ (الْكَهْف :101) ''جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں۔'' بتایا جا رہا ہے کہ دجّال کے ہمنواؤں کے دلوں پر پردے ہوں گے، حالاں کہ دجّال کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جسم سے مرکب ہے، جو ایک دن منکسر بھی ہوسکتا ہے۔ (بلکہ یقیناً ہوگا) اور اِس آیت: ﴿أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (الْكَهْف : 110) ''تمہارا معبود ایک ہی ہے۔'' میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کا خالق ہے، جبکہ خالق مخلوق نہیں

ہوسکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ دجّال گدھے پر سوار ہوگا، حالاں کہ خالق حامل، تو ہوسکتا ہے، محمول نہیں ہوسکتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ دجّال کانا ہوگا اور صانع (خالق) عیوب سے پاک ہوتا ہے، اس جیسی اور بھی باتیں ان آیات میں بیان کردی گئی ہیں، جو دجّال کے جھوٹ اور اس کے فتنے کو خوب آشکارا کرتی ہیں۔''

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحين : 166,165/2)

تنبیہ:

جمعہ والے دن سورت کہف پڑھنا باسند صحیح ثابت نہیں۔

(سوال): دفن کے بعد قبر پر سورت بقرہ کا اول اور آخر حصہ تلاوت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے سرہانے اور پائینتی (پاؤں کی جانب) سورت بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات کی قراءت ثابت نہیں ہے، اس حوالے سے جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں، ان کا علمی اور تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

❀ عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج نے اپنے باپ سے بیان کیا، مجھ سے میرے والد لجلاج ابو خالد نے کہا، اے بیٹا! جب میں مر جاؤں، تو میرے سر کے پاس سورت بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا، بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(المُعجم الكبير للطّبراني : 220/19، مَجمع الزوائد : 44/3)

سند ''ضعیف'' ہے۔ عبدالرحمٰن بن العلاء ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات (۷/۹۰)'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس (میت) کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور اس کے پاؤں کے پاس سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 240/12)

سند سخت ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن عبداللہ بابلتی ''ضعیف'' ہے۔

② ایوب بن نہیک کو امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' اور امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم :259/1)

یہ روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنن کبریٰ بیہقی (۵۶/۴) میں موقوفاً بھی آئی ہے۔ اس کی سند عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ عامر شعبی رحمہ اللہ سے منقول ہے:

''انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر کے اردگرد قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔''

(الأمر بالمَعروف والنّهي عن المُنكر للخلّال : 123، مصنّف ابن أبي شيبة : 236/3)

سند سخت ضعیف ہے۔

① مجالد بن سعید جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے، آخری عمر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا، نیز یہ ''تلقین'' بھی قبول کرتا تھا، امام مسلم رحمہ اللہ نے اس سے متابعت میں روایت لی ہے، اسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری:۴۸۰/۹) نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

② حفص بن غیاث ''مدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

ثابت ہوا کہ دفن کے بعد قبر پر سورت بقرہ کی اوّل وآخری آیات کی تلاوت بے

ثبوت عمل ہے، شریعت میں اس کا کوئی جواز نہیں، ویسے بھی مطلق طور پر قبرستان میں تلاوت ممنوع ہے۔

سوال: کیا چھوٹے بچے قرآن کریم کو پکڑ سکتے ہیں؟

جواب: بچہ سمجھ دار ہو، قرآن کریم کے اداب واحترام سے واقف ہو، تو وہ قرآن کریم ہاتھ میں پکڑ سکتا ہے، خواہ اسے پڑھنا نہ آتا ہو، البتہ چھوٹے بچے جو قرآن کریم کے آداب سے واقف نہیں، انہیں قرآن ہاتھ میں نہیں دینا چاہیے، بلکہ پہلے اسے قرآن کے آداب سے آشنا کرانا چاہیے۔

سوال: کیا بغل میں ہاتھ پھیرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: کیا بے وضو شخص سجدہ تلاوت کر سکتا ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت نماز نہیں ہے اور وضو نماز کے لیے شرط ہے، سجدہ تلاوت کے لیے نہیں، لہٰذا سجدہ تلاوت بے وضو حالت میں بھی جائز ہے، نیز جب زبانی تلاوت بے وضو شخص کر سکتا ہے، تو سجدہ تلاوت بھی کر سکتا ہے۔

سوال: کیا عید اور نماز جنازہ کے لیے تیمّم جائز ہے؟

جواب: تیمّم وضو اور غسل کا بدل ہے، لہٰذا پانی میسر نہ ہو یا اسے استعمال کرنا ممکن نہ ہو، تو ہر اس کام کے لیے تیمّم کیا جا سکتا ہے، جس کے لیے وضو یا غسل ضروری ہے۔

سوال: کیا تیمّم کے لیے انگلیوں سے انگوٹھی وغیرہ اتارنا ضروری ہے؟

جواب: انگوٹھی وغیرہ اتارنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: صفات باری تعالیٰ کے اثبات میں سلف صالحین کا طریقہ کیا ہے؟

(جواب): شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) صفات باری تعالیٰ کے متعلق سلف صالحین صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جِمَاعُ الْقَوْلِ فِي إِثْبَاتِ الصِّفَاتِ؛ هُوَ الْقَوْلُ بِمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا، وَهُوَ أَنْ يُوصَفَ اللّٰهُ بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ، وَبِمَا وَصَفَهٗ بِهٖ رَسُولُهٗ، وَيُصَانُ ذٰلِكَ عَنِ التَّحْرِيفِ وَالتَّمْثِيلِ وَالتَّكْيِيفِ وَالتَّعْطِيلِ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ؛ لَا فِي ذَاتِهٖ، وَلَا فِي صِفَاتِهٖ، وَلَا فِي أَفْعَالِهٖ، فَمَنْ نَّفٰى صِفَاتِهٖ؛ كَانَ مُعَطِّلًا، وَمَنْ مَثَّلَ صِفَاتِهٖ بِصِفَاتِ مَخْلُوقَاتِهٖ؛ كَانَ مُمَثِّلًا، وَالْوَاجِبُ إِثْبَاتُ الصِّفَاتِ، وَنَفْيُ مُمَاثَلَتِهَا لِصِفَاتِ الْمَخْلُوقَاتِ إِثْبَاتًا بِلَا تَشْبِيهٍ، وَتَنْزِيهًا بِلَا تَعْطِيلٍ، كَمَا قَالَ تَعَالٰى : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾، فَهٰذَا رَدٌّ عَلَى الْمُمَثِّلَةِ، ﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ رَدٌّ عَلَى الْمُعَطِّلَةِ، فَالْمُمَثِّلُ يَعْبُدُ صَنَمًا، وَالْمُعَطِّلُ يَعْبُدُ عَدَمًا.

''صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں اصل بات وہی ہے، جو سلفِ امت اور ائمہ دین نے کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف سے متصف کیا جائے، جن سے خود اس نے اپنے آپ کو یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے متصف کیا ہے۔ نیز ان اوصاف کو تحریف (معنیٰ بدلنے)، تمثیل (مثال بیان کرنے)، تکییف (کیفیت بیان کرنے) اور تعطیل (انکار کرنے) سے بچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم مثل کوئی نہیں، نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں اور نہ افعال

میں۔جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتا ہے، وہ مُعَطِّل ہے اور جو اللہ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے مثال دے کر بیان کرتا ہے، وہ مُمَثِّل ہے۔ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ثابت کیا جائے اور اس کی صفات کے مخلوقات کی صفات سے مشابہ ہونے کی نفی کی جائے۔یعنی صفاتِ باری تعالیٰ کا اثبات بغیر تشبیہ کے ہو اور صفاتِ مخلوقات سے مشابہت کی نفی بغیر انکار کے ہو۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (اس کی مثل کوئی نہیں)، یہ الفاظ تشبیہ دینے والوں کا ردّ کرتے ہیں اور ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (وہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے)، یہ الفاظ صفات کا انکار کرنے والوں کے ردّ میں ہیں۔اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینے والا بت کا پجاری ہے، جبکہ صفاتِ باری تعالیٰ کا انکاری معدوم چیز کی پوجا کرتا ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 515/6)

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے، جس طرح کتاب وسنت میں وارد ہوئی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حقیقی اور باکمال ہیں، ان میں تاویل (نصوص اور صفات باری تعالیٰ کو ان کے حقیقی معنی ومدلول سے پھیر دینا)، تحریف (نصوص کو ان کے حقیقی معنی سے پھیر دینا)، تکییف (تمثیل کے بغیر صفت کی کیفیت بیان کرنا)، تمثیل (اللہ کی صفت کو مخلوق کی صفت کے مثل قرار دینا)، تشبیہ (اللہ کی صفت کو مخلوق کی صفت کے مشابہ قرار دینا)، تعطیل (اللہ تعالیٰ کی صفت کا انکار کرنا) اور تفویض (صفات کے الفاظ کو تو ماننا، مگر معنی کا انکار کر دینا) جائز نہیں۔

ہر معطل ممثل ہوتا ہے، ہر ممثل معطل ہوتا ہے، ہر ممثل مکیف ہوتا ہے، ہر مکیف ممثل نہیں ہوتا،

ممثل اور مکیف میں عموم وخصوص مطلق پایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات ہیں۔صفات باری تعالیٰ توقیفی ہیں،صفات کا منکر، ذات باری تعالیٰ کا منکر ہے۔صفات کا انکار کفرِ جحود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت تین طرح سے ہوتی ہے،اس کے ناموں، اس کے کاموں اور اس کی صفات سے۔ جو صفات میں گمراہ ہوگیا، وہ ذات میں گمراہ ہوگیا، کیونکہ صفات باری تعالیٰ، ذات باری تعالیٰ کی غیر نہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ثابت کرنے سے مخلوق کی ذات سے تشبیہ لازم نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے شایان شان ہے اور مخلوق کی ذات اس کے شایان شان ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنے سے مخلوق کی صفات سے تشبیہ لازم نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے شایان شان ہیں اور مخلوق کی صفات اس کی شایان شان ہیں۔جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مثل، تشبیہ اور نقص سے پاک ہے، اسی طرح اس کی صفات بھی مثل، تشبیہ اور نقص سے پاک ہیں۔

(سوال): کیا مسجد کی مٹی سے تیمّم جائز ہے؟

(جواب): پاک مٹی سے تیمّم جائز ہے۔

(سوال): ایک شخص پر غسل فرض ہے اور فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو چکی ہے، اب وہ غسل کرے گا، تو جماعت گزر جائے گی، تو کیا وہ تیمّم کر کے جماعت میں شامل ہو سکتا ہے؟

(جواب): وہ تیمّم کر کے جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا، وہ غسل کرے، کیونکہ جنبی کے لیے تیمّم اس صورت میں جائز ہے، جب پانی میسر نہ ہو یا وہ پانی استعمال نہ کر سکتا ہو۔

❁❁❁❁❁❁❁